www.pklibrary.net

منگل اشٹکا

www.pklibrary.net

منگل اشٹکا

۱۲ کارتک ——— تلسی بیاہ کا تہوار تھا۔ اُسی دن نندہ اور وجے کا بیاہ ہوا۔

نندہ کے چہرے کی سپیدی اور سُرخی کسی رنگریز کے ناتجربہ کار شاگرد کے سُرخ رنگے ہوئے کپڑے کی مانند تھی۔ اور وہ کسی مستور جذبے سے سرتاپا کانپ رہی تھی۔ اگر اس خود فراموشی میں صرف اُسے اتنا سا خیال رہتا کہ وہ کہاں کھڑی ہے اور ایسی حالت میں اُسے کیا کرنا چاہیئے۔ تو وہ آنکھیں جھپکے بغیر ایک مسلسل نظر سے جیوارام پروہت کی آٹے سے کھینچی ہوئی لکیروں یا خوبصورت وجے کے گورے گورے پاؤں کی طرف نہ دیکھتی اور نہ ہی وہ پھیریاں لیتے ہوئے قدرے سیدھی کھڑی ہو جاتی۔ کیونکہ قد میں وہ کچھ لمبی تھی۔ اور سیدھی کھڑی ہونے سے وہ اپنے شوہر کے شانے سے بھی سر نکالتی تھی۔ بیاہ سے چند روز پہلے اُس کی ماں نے اُسے پھیری کے موقع پر جھک کر چلنے کی سخت تاکید کی تھی۔ مگر نندہ تو یہ بھی بھول چکی تھی۔ کہ بیاہ کے وقت اور بیاہ کے بعد جسمانی لحاظ سے ہی نہیں بلکہ ہر لحاظ سے اُسے اپنے شوہر سے نیچا ہو کر رہنا پڑے گا۔

www.pklibrary.net

وجے کی حرکات بہت حد تک اُس کی دلی کیفیت کی ترجمان تھیں۔ اس کی بے تاب امنگیں آنکھوں کے راستے سے نہایت آوارگی کے ساتھ پل پل کرنندہ کی گوری گوری کلائیوں اور جسم سے جس کا چھریرا پن ساتھ پرتوں میں ملبوس ہونے پر بھی دکھائی دے رہا تھا۔ بے محابا لپٹ رہی تھیں۔ کبھی کبھی وجے کسی گہرے خیال کے زیر اثر آنکھیں بند کر لیتا۔ جیسے مستقبل کی تمام مسرتیں سمٹ کر اس موجودہ لمحے میں مرکوز ہو رہی ہوں۔ اور جیو ارام پر دھت ان تمام جذبات کو بھانپنے کی کوشش کر رہا تھا۔

پنڈت جیو ارام کے سامنے آج یہ تیسرا جوڑا تھا۔ جسے وہ رشتہ ازدواج میں منسلک کر رہا تھا۔ جیو ارام نے بیاہ کا ساتواں منتر پڑھا ——— منتر پڑھتے وقت اُسے ذہن استعمال کرنے کی ضرورت کم ہی محسوس ہوتی تھی۔ کیونکہ بچپن میں ہی جب ردی شنکر چٹوپا دھیائے نے اُسے منتر پڑھائے تو اس نے سب کچھ صحیح طور پر ایسا رٹ لیا تھا کہ تلفظ درست کرنے، لہجہ سلجھانے، آواز کو اونچا نیچا کرنے اور سُر بدلنے کی گنجائش ہی نہ رہی تھی۔ یوں بھی یہ فن اسے ورثے میں ملا تھا۔ وہ ایک خود بخود حرکت کرنے والی مشین کی مانند باقاعدہ طور پر اور معین جگہ پر ——— یعنی منگل، سنیچر، گنیش سے منسوب خشک آٹے کے خانوں میں پیسے رکھواتا۔ یا سیندور اور چاول پھینکواتا اور ایسا کرنے میں اُس سے بھول

www.pklibrary.net

چوک کبھی نہ ہوتی۔

جیسے دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ ایسی صحت سے وہ تمام ضروری رسوم سرانجام دیتے ہوئے تخیل میں کہیں کا کہیں پہنچ جاتا۔ اُس دن وہ محسوس کر رہا تھا کہ وہ ایک اونچی پہاڑی پر کھڑا ہے۔ پہاڑی کے دامن میں اُس کو ایک خوبصورت جھیل ——— اس میں تیرتے ہوئے بجرے، اُس کے کنارے پر لہلہاتی ہوئی کھیتیاں اور ساتھ ہی ماہی گیروں اور دہقانوں کے وہ جھونپڑے نظر آ رہے تھے جن میں وہ لوگ ایسی مسرت سے سرشار تھے جس پر بادشاہوں کو بھی رشک آئے اور اس سے پرے امراء کے محل جن میں وہ اپنے زر و دولت اور شان و شوکت کے باوجود غریبوں سے بھی زیادہ دکھی تھے۔ جھیل کے مشرقی کناروں پر پانی میں ناگ پھنی اور کنول اُگ رہے تھے۔ اور شیشم کے ایک کمزور سے درخت کے نیچے کوئی "تارک الدنیا، سنیاسی ترئی پھونک رہا تھا اور ترئی کی دلکش آواز اُس بات کی یاد دلا رہی تھی۔ جسے نسلِ انسان ازل سے بھولتی چلی آ رہی ہے .....

.... اور پھر جیوارام نے ایک گہری اور ٹھنڈی سانس لی۔ اب اُس نے دل میں کہا "ان ہاتھوں سے سینکڑوں بیاہ رچے۔ ان ہاتھوں نے سینکڑوں گھر آباد کئے، کتنی عمر دوں کا ایک ایک لمحہ انبساط و نشاط میں سمو دیا۔ مگر میں خود ویسے کا ویسا کنوارا، خانہ برباد اور تنہائی کی ختم نہ ہونے

www.pklibrary.net

والی مصیبت میں گرفتار رہا۔ اس ناگ پھنی اور کنول کی مانند جو پانی میں اُگتے ہیں مگر پانی سے آلودہ نہیں ہوتے۔

اچانک اُسے خیال آیا کہ وہ بیاہ کا آخری منتر ـــــ منگل اشٹکا پڑھ رہا ہے اور پھر اشٹکا کا بھی آخری لفظ۔

"ساودھان" اُس نے خود کو کہتے ہوئے پایا۔

ساودھان کے لفظ کے ساتھ بیاہ مکمل ہو جاتا ہے۔ ہر طرف سے مبارکباد کی آوازیں آنے لگیں۔ اور اس شور و غوغا نے جیوارام کی توجہ کو اپنی طرف مائل کر لیا۔

"ساودھان" ـــــ جیوارام نے ایک دفعہ پھر کہا۔ اور ..... تیسرا بیاہ پڑھنے کے بعد جیوارام پنڈت کچھ تھکن سی محسوس کرنے لگا۔ آمدنی کا ذریعہ کم ہی اُسے اتنی محنت پر مجبور کیا کرتا تھا۔ جیوارام نے اپنی بوجھل آنکھیں اوپر اٹھائیں۔ آنکھوں کے نیچے بھاری بھاری تھیلے زیادہ بھاری اور سیاہ دکھائی دینے لگے۔ تھیلوں کو سکیڑ کر جیوارام نے ایک جمائی لی۔ نندہ کو منہ بسورتے دیکھا۔ کیونکہ وہ اپنے ماں باپ سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو رہی تھی۔ اور وجے کو مسکراتے ہوئے کیونکہ عنقریب وہ شادی کی مسرتوں سے لطف اندوز ہونے والا تھا۔ کئی جمائیوں کے درمیان پروہت نے نہایت اختصار سے نندہ اور وجے کو خاوند اور بیوی کے جداگانہ فرائض سے آشنا کیا۔

www.pklibrary.net

اُس کی تقریر کا لُبِ لباب یہ تھا کہ وہ آگ، پانی، ہوا، زمین اور آسمان کی گواہی میں ایک کئے جاتے ہیں۔ نندہ کو بتایا گیا کہ وہ ہر لحاظ سے شوہر سے کم رتبہ رکھتی ہے (اگرچہ جسمانی لحاظ سے وہ شوہر سے سر نکالتی ہے ——) وجے سے کہا گیا کہ اُسے چاہئے کہ وہ نندہ کو اپنے گھر کی رانی بنا کر رکھے۔ پھر جیوارام نے وجے کو خاص طور پر برہمن، استری اور گائے کی حفاظت کرنے کی تلقین کی شورانزی کی کتھا کا ایک حصہ سناتے ہوئے جیوارام نے کہا۔

.... وجے تم بھی پنڈت ہو۔ تم خود جانتے ہوگے۔ شکاری جو تیر مارنا چاہتا تھا اُسے جانوروں نے اپدیش دیا۔

۱۰ ایکریوں کا مارنا برابر ہے ایک بیل مارنے کے

۱۰۰ آدمیوں کا مارنا برابر ہے ایک براہمن کو مارنے کے

۱۰۰ براہمنوں کا مارنا برابر ہے ایک استری کو مارنے کے

۱۰۰۰ استریوں کا مارنا برابر ہے ایک گربھ وتی (حاملہ) استری کو مارنے کے

۱۰ گربھ وتی استریوں کا مارنا برابر ہے ایک گائے مارنے کے ....

(۲)

اپنا کام نمٹا چکنے کے بعد جیوارام نے وہاں سے ٹلنا چاہا کس لئے؟ پھر تنہائی کی ختم نہ ہونے والی مصیبت میں گرفتار ہونے کے لئے، ویسا ہی

www.pklibrary.net

برباد کنوارا اور اچھوتا رہنے کے لئے جیسے سخت بارش کے بعد ناگ پھنی اور کنول بن بھیگے سر اٹھائیں۔ اتنے بیاہ اس کے ہاتھوں سے ہوئے۔ بیاہوں کی اس موسلا دھار بارش میں بھی وہ ناگ پھنی کی مانند۔۔۔۔

اس وقت جیوارام کے تصور میں نندہ کا بھول نہ سکنے والا چہرہ وجے کی اوباش و آوارہ نگاہیں اور کانوں میں براتیوں کا شور و غوغا گانے اور ہنسی مذاق کی آوازیں تھیں۔ اس کی جذباتی طبیعت درحقیقت اُسے وہاں سے رخصت ہو جانے پر مجبور کر رہی تھی۔

وہ طبیعت کیسی تھی؟ ——— بات یہ تھی کہ سخت جذباتی ہونے کی وجہ سے وہ باجے، ڈھولک، گانے، مذاق اور چٹکیوں کی تاب نہ لا سکتا تھا۔ بیاہ کے موقعہ پر دلہن کے چہرے کا حیا سے رنگ بدلنا، نوشہ کی دزدیدہ نگاہیں، رخصت ہوتے وقت دلہن کا رونا، راگ رنگ، ہنسی اور قہقہے اس کے دل میں ایک ہیجان بپا کر دیتے۔

خصوصاً بیاہ کے گیت سن کر تو اُس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگ جاتا۔ اور اپنے شدید کنوارے پن میں اُسے یہ محسوس ہونے لگ جاتا کہ وہ اس تمام شور و غوغا میں ایک ادنیٰ، بے توقیر اور فالتو فالتو سی شخصیت ہے۔ اُس کا یہ وہم دیوانگی کی حد تک پہنچ چکا تھا۔ منگل اشٹک کا پڑھنے اور ساوھان کہہ چکنے کے بعد وہ فوراً ایک کونے کی طرف سرکنا شروع کر دیتا

www.pklibrary.net

جوں جوں دلہن والے اور براتی اُس کی فوری کنارہ کشی دیکھتے توں توں اُسے بیٹھنے کے لئے جگہ دیتے۔ نہایت تکریم سے بلاتے۔ مگر جس قدر کوئی اصرار کرتا۔ جیوارام کو اسی قدر زیادہ خِفّت ہوتی۔

ایک اور بات سے بھی اس کا اس قدر شرمیلا ہونا منسوب کیا جاتا تھا۔ شروع سال میں باتوں باتوں میں جیوارام نے مجھے بتایا کہ اُس سال چیت کی پورنماشی کو ہنومان جینتی کے دن وہ چالیسویں سال میں قدم رکھے گا۔ یکایک مجھے خیال آیا کہ چیت کی پورنماشی کے دن ماروتی دیو یعنی ہنومان جی پیدا ہوئے تھے اور اُس دن سے چالیس برس پہلے جیوارام کی پیدائش بھی انہیں ستاروں کے زیر اثر ہوئی ہوگی جس کے باعث اس کا جسم بھی تنومند تھا اور طبیعت میں ہنومان جی کی سی بے چینی اور جوش بھی تھا۔ یعنی وہ ایک جگہ جم کر کم ہی بیٹھ سکتے تھے۔ فقط ایک بات تھی۔ جو ہنومان جی میں نہ تھی اور وہ جیوارام میں تھی۔ اور وہ جیوارام کا شرمیلا پن اور غیر ضروری حجاب تھا۔ ہوسکتا ہے کہ ہنومان جی کی پیدائش اور پنڈت جیوارام کی پیدائش میں کچھ وقت کا فرق پڑ گیا ہو اور جیوارام دوسری راس میں داخل ہو کر ہنومان جی سے تفریق پیدا کر چکا ہو اور کسی کمزور ستارے نے ہنومان جی کی سی بے باکی اور جرأت کو شرمیلے پن اور محجوبی میں بدل دیا ہو۔ بہرحال وہ اُس وجہ سے بھی

www.pklibrary.net

شرمیلا تھا کہ برسوں سے اکیلا رہتا آیا تھا۔ عمر کے چالیسویں سال میں قدم رکھتے ہوئے وہ اس خوفناک طور پر کنوارا تھا۔ کہ اگر بیمار پڑ جائے تو کوئی اُسے پانی کو بھی نہ پوچھے۔

چونکہ عورتوں کی بابت وہ کچھ نہیں جانتا تھا۔ اس لئے وہ اُن سے کچھ ڈرتا بھی تھا۔ وہ صرف یہی جانتا تھا۔ کہ دنیا میں بہت سے جھگڑوں کی ابتدا عورت سے ہوا کرتی ہے۔ اس بات کا بھی اُسے علم تھا کہ عورت کی طبیعت (اس کی اپنی طبیعت کی مانند) جذباتی ہوتی ہے۔ مبہم اور شرمیلی ——— نامعلوم کس وقت کوئی بات اُسے بُری لگ جائے حالانکہ اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ جیو ارام بری بات کے معیار سے ناواقف تھا۔ بیسیوں بار اس نے جی کڑا کر کے ایسی باتیں جو اس نے پہلے دل میں بُری محسوس کیں۔ کہہ دیں۔ مگر کسی عورت نے بُرا نہ مانا۔ اور اب تو اس کی ہمت بڑھتی جاتی تھی۔

بیس برس سے چالیس برس کی عمر کے درمیان اُسے خیال آیا کہ وہ برہمچریہ آشرم سے گرہست آشرم میں داخل ہو جائے۔ مگر برہمچاری پنڈت کا درجہ سماج میں کتنا اونچا ہوتا ہے۔ اُس کا اُسے غرور تھا محض انگشت نمائی کے خوف سے اُس نے اپنے آپ کو روکے رکھا۔ حتےٰ کہ چالیس برس کی عمر کو پہنچنے تک یہ خیال بہت شکستہ ہو گیا تھا کبھی تخیل انگیز

www.pklibrary.net

بیاہوں نے اس کی ہٹ پر کاری ضرب لگائی تھی اور رفتہ اُس کے یہ ذہن نشین ہوگیا۔ کہ چلتی پھرتی دنیا میں کسی کو اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ وہ اپنا کام کاج چھوڑ چھاڑ کر انگشت نمائی کے لئے وقت نکالے ایسا خیال کرنا تو اپنے ہی من کی مایا ہے . . .

گرہست کے قضیوں کا رونا اگرچہ رُلنا شہر کے متعدد گرہستیوں سے انفرادی طور پر سنتے سنتے اس کے کان پک چکے تھے۔ پھر بھی کسی ہوشربا بیاہ کے اختتام پر ایک وقفہ حیرت میں ڈوبے رہنے کے بعد جیوارام منہ سے انگلی نکال کر سر کو ایک جھٹکا دیتا۔ جیسے کسی وکیل کو اپنے موکل کے بیان میں کوئی ایسا موافق نکتہ دکھائی دے جس پر تمام مقدمہ گھوم جائے۔ وہ مشکوک انداز سے کہتا۔

"یہاں ——— یہ بات۔ بھئی! آخر کچھ تو ہے جو رونے پیٹنے کے باوجود لوگ خوش رہتے ہیں۔ اس کش مکش اور بے قراری میں بھی کچھ نہ کچھ لطف ضرور ہے . . ."

مگر جب جیوارام کے کان میں یہ الفاظ پڑتے کہ جیوارام چالیس برس کا ہو چکا ہے اور اُس نے ابھی استری کا منہ تک نہیں دیکھا "تو جیوارام کو اپنی فوقیت اور فضلیت میں شک نہ رہتا۔ ایسی بات سن کر جیوارام کے خوش آیند تخیل کی بنائی ہوئی بیاہ کی حسین عمارت ملبہ

www.pklibrary.net

سمیت نیچے آ رہتی اور اسے از سرِ نو اور زیادہ وسیع اور شاندار بنانے کے لئے ایک ہوش ربا بیاہ، اُس کی تمام رونق ازدواجی رشتوں میں منسلک ہونے والے لڑکی اور لڑکے کی غائبانہ کشش، اُن کے والدین کی خوشی، اُسی راگ رنگ، اور ہنگامہ ہاؤ ہو کی ضرورت ہوتی ——— اور نندہ اور وجے کا بیاہ پڑھ چکنے کے بعد ایک ایسی تعمیر کے کنگرے جیوارام کے تخیل میں آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔

(۳)

چند دنوں کے بعد اوباش وجے جو دُلنا میں ہی رہتا تھا۔ اور دور نزدیک سے جیوارام کا رشتہ دار بھی تھا، آیا۔ اُس کی آنکھوں کے سُرخ ڈورے زیادہ پھول رہے تھے اور اُن سے شعلے نکلتے دکھائی دیتے تھے جیسے اُس کے اندر کوئی بھٹی جل رہی ہو۔ ہاں! شباب کی بھٹی تھی نادہ ———

ے ہے شباب اپنے لہو کی آگ میں جلنے کا نام۔

وجے نے کنوئیں کی چرخی کا سہارا لیتے ہوئے جیوارام سے کہا۔

"کہو دادا (بھائی) اتنے اداس کیوں ہو؟"

جیوارام نے اپنی افسردگی کو چھپا لیا اور بولا۔

"بھئی کل سے بیمار ہوں۔ بہت لاچار ہوں . . . . . بھائی

www.pklibrary.net

کو خط لکھا ہے۔ بھاوج کو یہاں بھیجدے۔ مجھے تو یہاں پانی دینے والا بھی کوئی نہیں۔"

"ارے بھاوج؟ ——— ایک ہی کہی تم نے ..... دھانوں کے دن ہیں۔ آج کل چھٹائی میں سر کھجنی ہوگی۔ جیٹھو کی کمائی انہیں تک تو محدود ہے۔ اور آج کل تو بھاؤ پھلانگتا ہوا اوپر جا رہا ہے۔ ایک پانی برس گیا تو اُن کے کوڑی دام نہیں۔"

دور سے نیلرتن آتا دکھائی دیا۔ نیل رتن مجسم شیطان تھا۔ وہ ہمیشہ بے وجہ ہنستا تھا۔ بے موقع ہنسی مذاق کیا کرتا۔ جب لوگ ہنستے تو وہ روتا۔ جب لوگ روتے تو وہ ہنستا۔ یہ تعریف اولیاء کی ہوتی ہے مگر وہ ولی بھی تو نہ تھا۔ اور یہی بات خطرناک تھی۔

نیل رتن سے ذکر کیا گیا تو وہ بولا۔

"ٹھیک ہے بھاوج کو غرض پڑی ہے کہ تمہارے ہاں آئے۔ اُس کے تین بچے ہیں، تینوں کمسن، تینوں لڑکیاں۔ جن کا تن ڈھانپتے ہی آدھا دن گذر جاتا ہے ——— بھلا آئے تو ایک ایک کٹوری سے کم دودھ کسی کو کیا دوگے ..... کیا کہتے ہو سیر؟ .... ایں؟ .... میں کہتا ہوں دو اڑھائی سیر سے کم نہ لگے گا۔ ذرہ حساب تو لگاؤ .... اور پھر کئی قسم کا خرچ آپڑے گا۔ یوں دبو گے جیسے چوہا بلی کے نیچے دبا ہوتا ہے"

www.pklibrary.net

پھر اس بات کا رُخ خود بخود پلٹ گیا۔ نیل رتن بولا۔

"کیوں وجے ——— بیاہ کیسا رہا۔ بیوی تو اچھی ہے نا؟"

جیوارام نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"بھئی نندہ تو یوں بھی دیوی ہے ——— نری دیوی، وہ جہاں بھی جاتی گھر کو سورگ بنا دیتی۔"

"ٹھیک کہتے ہو دادا"۔ وجے نے کنوئیں کی چرخی کا سہارا ہٹاتے ہوئے کہا۔

"گرہست تو سچ مچ سورگ ہوتا ہے۔۔۔۔ کیا بتاؤں، نندہ تو سچ مچ نندہ ہی ہے۔۔۔۔ میں نے پچھلے جنم میں کوئی اچھے کرم کئے ہونگے جو مجھے نندہ ملی۔۔۔۔ ایشور کرے میرے ایسا سکھ ہر ایک کو نصیب ہو۔"

اس کے بعد وجے نے اپنے آپ بتایا کہ نندہ اُس وقت تک کھانا نہیں کھاتی۔ جب تک اُسے نہ کھلالے۔ وہ کہیں باہر چلا جائے تو تمام دن انتظار ہوا کرتا ہے۔۔۔۔ دیر لگا کر آئے تو اُسے روتا ہوا پاتا ہے شکوے ہوتے ہیں۔ رات کو سونے سے پہلے اُس کے پاؤں دباتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ شاید یہ خوش ہونے کی بات تھی۔ اسی لئے نیل رتن نے افسردہ سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی ہوتا ہے بیٹا جی ——— چند روز ——— ذرا ایک دو

www.pklibrary.net

برس گزرنے دو . . . . . ایک آدھ بچہ ہو جائے گا۔ پھر دیکھنا یہ گرہست کس بھاؤ پڑتا ہے . . . کدھر جاتے ہیں وہ چرچلے۔"

"خیر کچھ بھی ہو" جیوارام نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ "جس گھر میں نندہ سی بیوی چلی جائے . . . . وہ گھر تو . . . ."

پھر نامعلوم جیوارام کو کیا ہوا۔ فوراً ہی مغموم سا منہ بناتے ہوئے بولا۔

"وہ زندگی ہماری طرح تو نہیں کہ بیمار پڑ گئے تو کوئی پانی بھی نہ پوچھے۔ بھاوج کو لکھیں تو وہ دھانوں یا بچوں کی وجہ سے نہ آئے۔ اگر آئے تو دو اڑھائی سیر دودھ وغیرہ ——— یہی اندازہ تھا نارتن؟"

وجے اور نیل رتن نے شدید طور پر جیوارام پنڈت کی مصیبت کو محسوس کیا۔ نیل رتن نے ایک خاص انداز سے وجے کی طرف دیکھا۔ وجے بولا۔

"دادا تم جانتے ہو۔ میں کس لئے تمہارے پاس آیا ہوں؟"

"نہیں ——— میں کیا جانوں"

"میں تم سے منگل اشٹکا سیکھنے آیا ہوں، باقی کے سات منتر تو مجھے آتے ہیں منگل اشٹکا پڑھتے وقت کچھ روانی نہیں پاتا ہوں۔"

"تم بھی پروہتوں کا کام کرنے لگے . . . . اپنا کام چھوڑ دیا تم نے؟"

www.pklibrary.net

"تمہیں سکھا دینے میں تامل ہی کیا ہے۔ ایک خاص بیاہ پر ضرورت ہے۔۔۔"

پھر جیوارام کے قریب آتے ہوئے وجے نے کہا۔

"دادا! بات یہ ہے۔ ہمارے ہاتھ تلے ایک لڑکی ہے۔۔۔۔ نہایت سندر، ذرا چنچل ہے۔۔۔۔ تمہاری طرح ——— عورتیں ہوتی ہی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں۔ تمہارا اُس سے بیاہ ہو جائے۔ بیاہ میں ہی پڑھ دوں۔ اور زیادہ لاگ لپٹ اور شور نہ ہو۔۔۔۔ گرہست میں تمہیں بہت سکھ ملے گا۔ تمہاری حالت کا اندازہ میں نے اُسی دن لگا لیا تھا۔ جب تم میرا بیاہ پڑھ رہے تھے۔"

وجے اور نیل رتن جیوارام کے اثبات و نفی کا انتظار کرنے لگے چند لمحات کے لئے خاموشی رہی۔

جیوارام کا جواب خاموشی تھا جس کا مطلب تھا نیم رضامندی نیل رتن نے چپکے سے کہا۔

"دادا ——— اچھی بات ہے۔ وجے پنڈت ہی ہے نا۔ وہ منگل اشٹکا دشٹکا پڑھ لے گا۔ بہت شور مچائے بغیر بیاہ ہو جائے گا۔ سکھی رہو گے تم جانو تمہارا کام۔۔۔۔۔ ہم بھلے کی کہتے ہیں ——— دن مت دیکھو۔ ۲۵ر کا ٹک۔ بدھ وار، شبھ لگن شبھ مہورت۔ بس منگل اشٹکا

www.pklibrary.net

اور سادو ہان"۔

ناگ پھنی اور کنول کو اپنی پتیاں بھیگتی ہوئی نظر آنے لگیں، جیوارام کی ذہنی تعمیر کے کنگرے آسمان سے باتیں کرتے کرتے بالکل آسمان سے جا ملے۔

(۴)

جیوارام پروہت کے بیاہ کے لئے بہت ٹھاٹھ باٹھ کیا گیا۔ باجے بھی بجے اور ڈھولک بھی۔ مذاق بھی ہوئے اور قہقہے بھی بلند ہوئے اور جیوارام کا دل بھی دھڑکا ——— اور بہت زور زور سے۔ فقط اتنی کسر تھی کہ چھاتی کی دیواریں نہ ہوتیں تو کبھی کا اچک کر باہر آ رہتا۔

وجے نے دیکھا۔ پنڈت جیوارام کی نظریں بھی آوارہ ہو چکی تھیں اور مچل مچل کر اپنی ہونے والی بیوی کی گوری گوری کلائی پر چمکتی ہوئی چوڑیوں اور جسم جس کا چھپر ہار ان سات کپڑوں میں ملبوس ہونے پر بھی دکھائی دے رہا تھا۔ جائزہ لے رہی تھیں اُس کی زوجہ بھی نندہ کی طرح لمبی تھی۔ اور اپنے شوہر سے سر نکالتی تھی اور یہ محض اتفاق کی بات تھی۔

وجے نے رسمیہ طور پر عہد کے لئے جیوارام کا ہاتھ اس کی ہونے والی بیوی کے ہاتھ میں دیا۔ اس پر گیلا آٹا رکھا اور ساتواں منتر پڑھ دیا۔

www.pklibrary.net

چاروں طرف سے چاول وجے کے آگے گرنے لگے۔

وجے ایک استادانہ طرز سے پیسے منگل، سنیچر، گنیش، وغیرہ کے خانوں میں رکھوا رہا تھا۔ کانپتے ہوئے جیوارام نے اشارہ سے وجے کو بلایا۔ منتر گنگناتے ہوئے وجے نے اپنا کان جیوارام کے منہ کے پاس کر دیا۔ جیوارام نے کہا۔

"بھیا ——— میرا دل بہت دھڑک رہا ہے ..... میں کانپ رہا ہوں۔ دیکھتے نہیں مجھے سردی لگ رہی ہے۔ نیل رتن سے کہنا مجھے ذرا تھامے رکھے۔"

وجے برابر منتر گنگناتا گیا۔ وجے کا ایک اور ساتھی بولا۔

"دادا ——— نیل رتن گیر ہٹ گیا ہے ..... تم جانتے ہو رُنا سے بہت دور نہیں۔ آتا ہی ہوگا۔"

"وجے ——— ٹھہرو۔" جیوارام نے آہستہ سے کہا۔ "منگل اشٹکا بھی نہ پڑھو۔ مجھے سوچ لینے دو۔ میری عمر چالیس برس کی ہے۔ اور میں برہمچاری پنڈت ہوں ....."

وجے نے دیکھا۔ جیوارام سچ مچ بیاہ کے لئے بہت معمر تھا۔ اس کے گلے میں خشکی پیدا ہو رہی تھی۔ لب سوکھ گئے تھے۔ جن پر جیوارام دیوانہ وار زبان پھیر رہا تھا۔

www.pklibrary.net

وجے نے آہستہ... مگر ایک حقارت آمیز آواز سے جیوارام سے کہا۔

"چھی چھی ——— تمہارے ایسے کمزور آدمیوں کے لئے اس دنیا میں کوئی جگہ نہیں وادا ——— دنیا ایسے لوگوں کا مذاق اڑایا کرتی ہے۔"

جیوارام کے بس کی بات ہوتی تو وہ منگل اشٹکا کا جاپ ہونے سے پہلے ہی اپنے پاک برہمچریہ کو گرہست کی آلودگیوں سے بچالے نکلتا۔ مگر اس نے دیکھا کہ اس کے کانپتے ہوئے ہاتھوں کو اس کی ہونیوالی بیوی نے بہت زور سے دبا رکھا تھا۔ شاید وہ سوچتی تھی کہ وہ ہاتھ کیوں کانپ رہے ہیں؟ ..... شاید شرارت کے طور پر ——— چنچل تھی نا ——— جوانی تھی نا ——— عورت!

پھر جیوارام منگل اشٹکا کے جلدی جلدی پڑھے جانے کا انتظار کرنے لگا۔ تاکہ وہ جلد ہی اُس ذہنی کوفت سے نجات حاصل کرلے۔ اور اپنی ہونے والی بیوی کا چہرہ دیکھے۔ اس کے تخیل کی مشین چلنے لگی۔ پھر اُس نے محسوس کیا کہ وہ ایک دلفریب پہاڑی پر کھڑا ہے۔ پہاڑی کے دامن میں اُس کو ایک خوبصورت نیلی جھیل ——— اس میں تیرتے ہوئے بجرے، اس کے کنارے پر لہلہاتی ہوئی کھیتیاں، اور ساتھ ہی ماہی گیروں

www.pklibrary.net

اور دہقانوں کے وہ جھونپڑے نظر آرہے تھے۔ جن میں وہ لوگ ایسی مسرّت سے سرشار تھے۔ جس پر بادشاہوں کو بھی رشک آئے۔ اور ان سے پرے امراء کے محل جن میں وہ زر و دولت اور شان و شوکت کے باوجود غریبوں سے بھی زیادہ دکھی تھے۔ جھیل کے مشرقی کناروں پر پانی میں ناگ پھنی اور کنول اُگ رہے تھے۔ اور شیشم کے ایک بودے سے درخت کے نیچے کوئی تارک الدنیا سنیاسی ترئی پھونک رہا تھا۔ اور ترئی کی دلکش آواز اس بات کی یاد دلا رہی تھی۔ جسے نسلِ انسان ازل سے بھولتی چلی آرہی ہے۔۔۔۔

——— فقط اب وہ اکیلا نہ تھا۔ اس کی بیوی بھی اس کے بازو میں بازو ڈالے محوِ نظارہ تھی۔

پانی میں ناگ پھنی اور کنول تر بتر ہو رہے تھے۔

یکایک منگل اشٹکا نے اُس کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔ کتنا خوبصورت پر معنی منتر ہمارے بزرگوں نے۔۔۔۔

'ساد وہان' کی آواز آئی اور لوگوں نے مبارکباد دی۔

وجے نے اپدیش دیا۔ بالکل جیو ارام کی طرح ——— وجے نے آخر میں کہا۔

۱۰۰ بکریوں کا مارنا برابر ہے ایک بیل مارنے کے

۱۰۰ آدمیوں کا مارنا برابر ہے ایک براہمن کے مارنے کے۔

www.pklibrary.net

پاس ہی سے ایک شرارتی لڑکے نے آہستہ سے کہا۔

ایک من برابر ہے چالیس سیر کے
ایک سیر برابر ہے سولہ چھٹانک کے

اور وجے نے گھورتے ہوئے کہا "ہشت۔ ہشت"

× × × × × × ×

شام کو حجلۂ عروسی میں جیوارام نے اپنی دلہن کو گٹھڑی بنے ایک کونے میں بیٹھے دیکھا۔

جیوارام کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ اپنی بیوی کا منہ دیکھنے کی اس میں جرأت نہ تھی۔

"شاید یہ حرکت اُسے بری لگے ——— جیوارام نے دل میں کہا۔ "عورت ہے نا..."

جیوارام نے جتنی دفعہ کوشش کی۔ اتنی دفعہ ہی ناکام رہا۔ اُسے یہ محسوس ہونے لگا۔ جیسے اُس کے کمرے میں اور بھی بہت سے آدمی ہیں۔ اُسے واہمہ گردانتے ہوئے جیوارام نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ مگر پھر روک لیا۔

"تمہارے ایسی کمزور طبیعت والے آدمی کو تو دنیا آڑے ہاتھوں لیتی ہے... چھی چھی ———" وجے کے الفاظ جیوارام کے کانوں

www.pklibrary.net

میں گونجنے لگے۔

جیوارام نے جب نہایت ہمت سے کام لے کر آناً فاناً دلہن کا منہ بے نقاب کیا تو دلہن دیوانی ہو کر تالیاں بجانے لگی۔ جیوارام کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ اُسنے دیکھا کہ بیاہا ہوتے ہوئے بھی وہ کنوارا تھا۔ یا کنوارا ہوتے ہوئے وہ رنڈوا تھا یا . . . ."

—— دور چارپائی پر دلہن کی بجائے نہایت قیمتی کپڑوں میں ملبوس نیل رتن تالیاں بجا رہا تھا۔ اور باہر سے منگل اشٹکا کے اونچے اونچے جاپ کے درمیان بے تحاشا قہقہے بلند ہو رہے تھے!!